

# فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۹	اور سب کچھ صرف اسی کے اختیار میں ہے۔	۵	از مؤلف
۶۱	نظام عالم کو قائم رکھنے والا صرف اللہ ہے	۱۴	دہا پہلے اول
۶۱	صرف اللہ ہی زندہ جاوید ہے باقی سب فانی ہے	۱۷	عبدالکبریٰ (قرآن کی روشنی میں)
۶۲	صرف اللہ ہی عالم الغیب اور علیم کل ہے	۲۴	عبدالکبریٰ صفات (صفات الہی کے بارے میں قیروں کی عام غلطی اور قرآن مجید کی اصلاح)
۶۳	توحید حقیقی	۲۸	اللہ تعالیٰ علیم کل ہے کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔
۶۳	صرف اللہ ہی لائق حمد و ستائش ہے	۲۸	اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں۔
۶۴	اللہ ہی سب سے زیادہ محبت اور خوف کے قابل ہے۔	۳۰	دہی سب کا خالق و رازق اور پروردگار و کارزار ہے
۶۴	دہی توکل اور اسرا لگنے کے قابل ہے	۳۲	اور دہی اپنے حکم سے اس کا رخنہ مستی کو چلا رہا ہے
۶۵	دہی حاکم ہے اسی کا حکم واجب العمل ہے	۳۵	وہی ساری کائنات کا بادشاہ اور فرماں روا ہے
۶۵	توحید کے بارے میں قرآن مجید کا سب سے اہم مطالبہ	۳۵	سب کچھ اسی کے اختیار میں ہے۔
۷۳	توحید کا آخری تکمیلی سبق	۳۷	کسی اور کے اختیار میں کچھ بھی نہیں۔
۷۸	شرک اور شرکین کی سخت مذمت اور ان سے اعلان بے زاری۔	۳۹	اللہ تعالیٰ بڑی رحمت والا اور نہایت مہربان ہے
۸۰	آخرت (قرآن مجید کے یقین آفرین لائل)	۳۹	گناہوں کا بخشنے والا توبہ قبول کرنے والا ہے
۸۱	آخرت کیوں ضروری ہے؟	۴۵	اللہ کی رحمت و مغفرت کے حقدار کو گناہ گار نہیں
۸۱	آخرت کے ضروری ہونے پر قرآن مجید کی	۴۶	اللہ تعالیٰ میں رحمت کے ساتھ عدالت بھی ہے
۸۴	ایک دوسری دلیل۔	۴۸	تشریح و تقدیس
۸۷	آخرت کے بارے میں جاہلانہ و احمقانہ شبہات اور شیطانی وساوس	۵۱	قرآن مجید کی چند جامع الصفات آیات
۸۹	منکرین آخرت کے بے بنیاد شبہات کا جواب	۵۵	توحید
۹۲	آخرت میں کیا کیا ہونے والا ہے؟	۵۷	توحید ذاتی اور توحید الوہیت
۹۳	آخرت کی منزلیں	۵۸	توحید صفات و افعال
		۵۹	ساری کائنات پر صرف اللہ ہی کا حکم چلتا ہے

نام کتاب \_\_\_\_\_ "قرآن آپ سے کیا کہتا ہے؟"

طباعت \_\_\_\_\_ اگست ۱۹۹۶ء بمطابق ربیع الاول ۱۴۱۷ھ

باہتمام \_\_\_\_\_ اشرف برادران سلمہ الرحمن

کتابت \_\_\_\_\_ مشتاق احمد جلالپوری

ناشر \_\_\_\_\_ ادارہ اسلامیات ۱۹۰ - انارکلی لاہور ۲

فون نمبر: ۴۲۴۳۹۹۱ - ۴۳۵۳۲۵۵

ادارہ ایسٹ ایشیائی پبلشرز، بک سیلرز، کمپیوٹرز

دینا ناٹھ سٹیشن، مال روڈ، لاہور۔ ۱۹۰۔ فون: ۴۳۵۳۲۵۵ - ۴۲۴۳۹۹۱۔ ڈارنگی، لاہور، پاکستان۔ \* پتہ: گڑھی بازار، گڑھی فون: ۲۷۴۲۲۴۱۔ \* دینا ناٹھ سٹیشن، مال روڈ، لاہور۔ فون: ۹۲۰۳۲۰۴۳۲۴۸۵ - ۹۲۰۳۲۰۴۳۲۴۸۵۔ \* پتہ: گڑھی بازار، گڑھی فون: ۲۷۴۲۲۴۱۔

مطبع: \_\_\_\_\_ میٹروپریٹرز

ملنے کے پتے

ادارہ اسلامیات - ۱۹۰ - انارکلی لاہور ۲

دارالاشاعت - اردو بازار کراچی ۱

مکتبہ دارالعلوم جامعہ دارالعلوم کورنگی کواچی ۱۴

ادارہ المعارف ڈاکٹمنہ دارالعلوم کواچی ۱۴

ادارہ القرآن چوک السبیلہ گارڈن ایسٹ کراچی ۱

## مقدمہ

### صاحب قرآن اور قرآن کا تعارف

یہ کتاب ”قرآن آپ سے کیا کہتا ہے“ اب سے تیس سال پہلے ۱۳۷۹ھ ۱۹۵۹ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کے قریباً ۱۲ سال بعد اس کا انگریزی ایڈیشن شائع ہوا تو اس کے لئے حضرت مصنف نے ایک مستقل مقدمہ لکھا تھا، ہم نے مناسب سمجھا کہ اس جدید ایڈیشن میں مقدمہ کے طور پر اس کو بھی شامل کر دیا جائے۔ (محمد حسان نعمانی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ ایک مسلم تاریخی حقیقت ہے کہ اب سے قریباً ڈیڑھ ہزار سال پہلے پانچویں چھٹی صدی عیسوی میں پوری انسانی دنیا نورِ ہدایت سے محروم اور روحانیت و اخلاق کے لحاظ سے اندھیر نگری بنی ہوئی تھی۔ یورپ پر قرونِ وسطیٰ کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ایران اور اُس کے زیر اثر ملکوں میں مزدکیت کا دور دورہ تھا جس نے اخلاق و شرافت کی حدود کو درہم برہم کر کے انسانوں کو حیوان بنادیا تھا۔ ہندوستان پورا ایک عہد کی تاریکی میں بھٹک رہا تھا۔ یہاں ایک طرف توحیدات و حیوانات بلکہ سانپوں تک کی پرستش ہوتی تھی اور دوسری طرف بے چارے ان انسانوں کے ساتھ جن کو نسلی اور پیدائشی طور پر اچھوت قرار دیا گیا تھا، حیوانوں سے بدتر سلوک ہوتا تھا۔ وہ انسان ہونے کے باوجود انسانی حقوق سے محروم تھے۔ جس کے کچھ اثرات اتنا طویل زمانہ گزر جانے کے باوجود اب تک بھی باقی ہیں۔ کم و بیش یہی حال انسانیت کی پستی اور انسانوں کی بے راہروی کے لحاظ سے اس وقت دنیا کے ان دوسرے ملکوں کا بھی تھا، جن کی تاریخ معلوم ہے۔

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۰۱	توکل	۹۹	جنت اور دوزخ
۲۰۲	تواضع	۱۰۳	جنت
۲۰۵	تکبر و غرور	۱۰۶	نبوت و رسالت
۲۰۷	حلم و درگزر	۱۱۴	نبی کی حیثیت اور مقام نبوت
۲۱۱	جرات و شجاعت	۱۱۴	تقریب اور بے ادبی کی گہرائی
۲۱۶	وقار و خودداری	۱۲۰	افراط اور غلو کا فتنہ
۲۱۶	حیاء و عفت	۱۲۲	خداوندی ہدایت کی اطاعت و پیروی
۲۱۷	طہارت و پاکیزگی	۱۳۰	عمل صالح
۲۱۹	معاملات میں پاکبازی و اکل حلال	۱۳۶	تقویٰ
۲۲۵	حق اور سچی کو پھیلانے اور عام کرنے کی	۱۴۲	تقویٰ ہی اصل سچی اور عمل صالح کی روح ہے
۲۲۵	جدوجہد اور اس راہ میں جابجائی	۱۴۹	تقویٰ کی نشانیوں اور اہل تقویٰ کے اوصاف
۲۳۳	قوانین خطبات و مواعظ	۱۵۴	خدا کی عبادت
۲۳۳	آزاد شوکتِ دہریہ میں صبر و غماز سے مدد حاصل کی جا	۱۶۵	بندوں کی خدمت اور حسن سلوک
۲۳۵	بندوں کو ان کے مالک کا بلا و جنت اور رحمت کی طرف	۱۶۸	اہل و عیال
۲۳۶	دین حق کے بنیادی احکام اور نصائح	۱۷۰	عام انسانوں کے حقوق اور ان کے ساتھ حسن سلوک
۲۳۷	اللہ کی بات ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کا انجام	۱۷۲	اسلامی بلادری کے خاص حقوق
۲۳۹	مکرم مجرموں کو سخت انتباہ و توبہ کی تلقین	۱۷۶	اخلاقِ حسنہ
۲۴۲	دین کی بنیادی باتیں اور خداوندی احکام	۱۷۶	صبر
۲۴۶	امت مسلمہ کے خاص فرائض اور اس کا نصب العین	۱۸۰	صبر والوں کا انجام اور مقام
۲۴۷	اپنے گناہگار بندوں کو اللہ تعالیٰ کا بلاوا	۱۸۱	سچائی اور راست یاری
۲۴۷	اور نہ ماننے والوں کا انجام	۱۸۵	وقائے عہد
۲۵۱	پرچلنے والوں کو بشارت	۱۸۷	امانت
۲۵۱	اپنے کو جہنم کی آگ پہنچاؤ اور سچی توبہ کر کے آخرت	۱۸۹	عدل و انصاف
۲۵۲	کی سرخروئی اور جنت حاصل کرو۔	۱۹۳	سماحت و سخاوت
۲۵۲	آخری گذارش	۱۹۸	ایثار
۲۵۴	خاتمہ کتاب	۱۹۹	بخل
		۲۰۰	استغناء و قناعت



## دیباچہ

(از مؤلف)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين وسلام على عباده المرسلين

یہ واقعہ ہے جس کے اظہار میں ذرہ برابر بھی انکسار اور تکلف کو دخل نہیں ہے کہ اس ناچیز نے قرآن مجید کو موضوع بنا کر کبھی کوئی خاص طالب علمانہ محنت نہیں کی اور اس لئے علوم قرآن میں مجھے کچھ قسم کا اور کسی درجہ کا بھی امتیاز و تخصّص حاصل نہیں ہے بلکہ پرلے عربی مدرسوں کے عام طالب علموں اور تعلیم یافتوں کی طرح قرآن مجید کا بس ترجمہ اور سادہ مطلب سمجھ لیتا ہوں اور حیب توفیق ہوتی ہے تو سمجھ کر تلاوت کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور یہ بھی بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ لیکن اس سے بڑا انعام اس رب کریم کا اس عاجز بندہ پر یہ ہے کہ تلاوت کے وقت کبھی بھی دل کو تاثر و تذکر کی دولت بھی نصیب ہو جاتی ہے اور اس کی یہ برکت ہے کہ قرآن مجید کا کلام الہی ہونا میرے لئے ایک بالکل محسوس حقیقت ہے۔ گویا جس طرح کسی بیٹھی یا نکلنے چیز کے کھاتے وقت اپنی زبان و تالو کے احساس کی بنا پر مجھے اس کی شیرینی یا نیکی کا یقینی علم حاصل ہو جاتا ہے الحمد للہ بالکل اسی طرح قرآن مجید کی تلاوت کے وقت کبھی میرے قلب کا جو تاثر اور احساس ہوتا ہے مجھے اس سے قرآن پاک کے کلام الہی ہونے کا قطعی یقین حاصل ہوتا ہے ان دنوں یقینوں میں میرے لئے کوئی فرق نہیں ہے۔ ان میں سے کوئی یقین بھی میرے لئے فکری اور استدلالی نہیں ہے۔ فالحمد لله علی ذلک حمد اکثیراً طیباً مبارکاً فیہ۔

قرآن مجید سے دل کے اس تاثر کا اگرچہ کوئی وقت اور موسم مقرر نہیں ہے لیکن خاص کر رمضان المبارک میں یہ دولت الحمد للہ زیادہ نصیب ہوتی ہے اور جب بھی اللہ تعالیٰ ان نصیب فرمائے قدرتی طور پر اس وقت قرآن مجید اور اس کی دعوت و تعلیم کی عظمت کا احساس و یقین اور بڑھ جاتا ہے۔

کئی سال پہلے کی بات ہے رمضان المبارک ہی میں ایک دن قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا، یا نہیں کون سا مقام تھا، بہر حال اس دن طبیعت بہت زیادہ متاثر ہوئی اور دل میں یہ داعیہ

اسی اس وقت بڑی شدت سے پیدا ہوا کہ قرآن مجید کی اس دعوت و تعلیم کو قرآن مجید ہی کے دعوتی الفاظ میں اللہ کے ان بندوں تک پہنچانے کی بھی کوئی کوشش اپنی بساط کے مطابق کی جائے جو بے چارے اس سے نا آشنا ہیں۔

اس کی ایک عملی شکل اسی وقت یہ ذہن میں آئی کہ متوسط ضخامت کی ایک کتاب لکھی جائے جس میں قرآنی دعوت و تعلیم کو عنوانات کے تحت اس طرح مرتب کر کے پیش کیا جائے کہ مسلمانوں اور غیر مسلمانوں سب کے لئے اس کا سمجھنا آسان ہو اور اس میں اپنی طرف سے کسی دلیل اور بحث کا اضافہ بالکل نہ کیا جائے بلکہ صرف قرآن کی بات قرآن ہی کے سادہ دعوتی اور تذکری طرز پر اپنی زبان میں کہی جائے۔ البتہ سمجھنے کے لئے جہاں کچھ تشریح اور وضاحت کی ضرورت ہو وہاں صرف بقدر ضرورت ہی وضاحت اور تشریح کر دی جائے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسی وقت اس کام کے کرنے کی نیت کر لی گئی اور ذہن نے کتاب کا ایک خاکہ بھی بنا لیا۔ آیات کے جمع و انتخاب کا کام بھی شروع کر دیا گیا جو رمضان المبارک ہی میں ختم ہو گیا۔ اس کے بعد بس تالیف و ترتیب کا کام باقی رہ گیا۔ اس وقت خیال تھا کہ اگرچہ مسلسل کام کیا جاسکا تو زیادہ سے زیادہ بس تین چار مہینے میں انشاء اللہ کتاب تیار ہو جائے گی۔ لیکن ہوا یہ کہ کئی سلسل چار دن بھی اس کام کو نہیں دیئے جاسکے اور اس کے برعکس ایسا بار بار ہوا کہ ایک دو دن بیٹھ کر کچھ دو چار صفحے اس کے لکھے تو پھر مہینوں اس لکھے ہوئے کو اٹھا کر دیکھنے اور اس پر ایک سطر کا بھی اضافہ کرنے کی نوبت نہیں آئی، اور ایک دفعہ تو قریباً دو سال کا عرصہ اس درمیان میں ایسا گذرا جس میں اس کام کو ہاتھ نہیں لگایا جاسکا۔ الغرض یہ رہی رفتار اس کی تالیف اور تیاری کی۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سب مرحلوں سے گزر کر اب یہ کام اس کتاب کی شکل میں آپ کے سامنے ہے۔ اس میں جو کمی یا غلطی ہے اس کا ذمہ دار یہ ناچیز بندہ ہے اور جو خیر و خوبی اور نالغیت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

فَلَهُ الْحَمْدُ وَلَهُ الشُّكْرُ

آخر میں مختصر مختصر چند باتیں کتاب کے بارے میں اور بھی عرض کرنی ہیں۔

۱۔ جس طرح قرآن مجید اس کے ماننے والے مسلمانوں کے لئے بھی ہے اور دوسرے سارے انسانوں کے لئے بھی اسی طرح اس ناچیز نے اس کتاب کے لکھنے وقت مسلمانوں کے ساتھ دوسرے عام انسانوں کو بھی

سنا رکھا ہے۔ اس لئے میری یہ قدرتی خواہش ہے کہ یہ کتاب مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں تک بھی کسی طرح زیادہ سے زیادہ پہنچ سکے۔ اپنے امکان اور وسائل کی حد تک یہ عاجز تو انشاء اللہ اس کے لئے کوشش کرے گا، دوسرے حضرات بھی مطالعہ کے بعد اگر کتاب کو اس لائق سمجھیں تو اردو و خواں غیر مسلموں تک بھی اس کو پہنچانے کے ذرائع سوچیں اور اُن کو بروئے کار لائیں۔ اس مقصد کے لئے انگریزی اور بعض دوسری ملکی زبانوں میں اس کے ترجمہ اور اشاعت کا مسئلہ بھی زیرِ غور ہے۔

۲۔ ناظرین کو یہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ قرآنی آیات کے ترجمہ میں لفظی ترجمہ اور نحوی ترکیب کی زیادہ پابندی میں نے نہیں کی ہے بلکہ ناظرین کی سہولت و فہم کا زیادہ لحاظ رکھا ہے۔ اگر کسی کو لفظی ترجمہ ہی دیکھنا ہو تو اس عاجز کے خیال میں حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بہت اچھی کفالت کی ہے۔

۳۔ جس خاص مقصد کے لئے یہ کتاب لکھی گئی ہے چونکہ اس کا یہ اہم تقاضا تھا کہ کتاب کی ضخامت بہت زیادہ نہ ہو۔ اس لئے قرآن مجید کی دعوت و تعلیم کے سارے گوشوں کو اس میں سمیٹ لینے کی گنجائش نہ تھی۔ تاہم اس عاجز کا خیال ہے کہ اس کا اہم حصہ اس میں سب ہی آگیا ہے اور امید ہے کہ پیش نظر مقصد کے لئے انشاء اللہ یہ کافی ثابت ہو گا۔

## آخری گزارش اپنے ناظرین کرام سے

بس یہ ہے کہ وہ کتاب کے لئے مقبولیت و نافعیت کی اور اس کے مصنف کے لئے مغفرت و رحمت کی اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ اس عاجز و مسکین بندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بعد سب سے بڑا آسرا اُس کے صاحب ایمان بندوں کی دعاؤں ہی کا ہے۔

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

محرم الحرام ۱۴۰۹ھ جولائی ۱۹۵۹ء

۱۔ الحمد للہ اس کا انگریزی ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔ ہندی ایڈیشن کا کام بھی شروع کیا جا چکا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

## خدا کی ہستی

دین و مذہب کے سلسلہ کی بنیاد اس حقیقت کے ماننے پر قائم ہوتی ہے کہ ہمارا اور ساری کائنات کا کوئی پیدا کرنے والا ہے اور وہی اپنی قدرت اور حکم سے اس سارے جہان کو چلا رہا ہے اگر کوئی شخص اس بنیاد ہی کو نہ مانے تو اس کے نزدیک دھرم اور دین کے سلسلہ کی تمام باتیں بے وقوف انسانوں کے ”توہمات“ ہیں۔

بہر حال خدا کی ہستی کا مسئلہ دین و مذہب کا پہلا بنیادی مسئلہ ہے اور کوئی دینی دعوت ان ہی لوگوں کو دی جاسکتی ہے جو پہلے اس بنیاد کو تسلیم کر لیں۔ مگر چونکہ واقعہ یہ ہے کہ خدا کی ہستی کا علم انسانوں کے لئے خود اپنی ہستی کے علم کی طرح بالکل فطری اور بدیہی ہے جس کے لئے کسی دلیل و برہان کی ضرورت نہیں اور اسی لئے دنیا کی عام انسانی آبادی ہمیشہ سے اس بنیاد کی ماننے والی رہی ہے حتیٰ کہ ہمارے اس دور میں بھی جس کو لادینیّت اور دہریت کا دور کہا جاتا ہے۔ انسانوں کی غالب ترین اکثریت اللہ کی ہستی کو ماننے والی ہی ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے اپنی دعوت کے سلسلہ میں اس مسئلہ پر براہِ راست زیادہ بحث نہیں کی۔ لیکن پھر بھی جا بجا اس نے اشاروں ہی اشاروں میں اس مسئلہ پر ایسے دلائل و براہین قائم کئے ہیں جو ہر اس شخص کے دل میں خدا کی ہستی کا یقین پیدا کرنے کے لئے بالکل کافی ہیں جس کے ہوش و حواس صحیح و سالم ہوں اور جس نے اپنی عقل و بصیرت کی آنکھوں کو بالکل چھوڑ نہ لیا ہو۔

ہاں! اس سلسلہ میں یہ ایک بات پہلے سمجھ لینے کی ہے کہ قرآن پاک خدا کی ہستی (اور اسی طرح دوسری ایمانی حقیقتوں) کو منوانے کے لئے منطقیوں کے طریقے پر بحث و مناظرہ میں کرتا ہے جس کے مقابل میں طبع اگرچہ لا جواب ہو جائے لیکن اس کے دل میں اس سے یقین کی ٹھنڈک پیدا نہیں ہو سکتی بلکہ قرآن پاک کا طریقہ یہ ہے کہ وہ انسانوں کی صحیح اور سلیم فطرت سے اپیل کرتا ہے کہ کائنات کا نظام جس کو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو، بلکہ تم خود اسی کے ایک جز ہو۔ اس میں ذرا غور و فکر کرو تم خود حقیقت کو پاؤ گے اور جو تم کو بتلایا جا رہا ہے اس کی کھلی نشانیاں پچھتم خود دیکھ لو گے اور تمہارا یہ غور و فکر اور مطالعہ



ہی یقین و اطمینان کی ٹھنڈک تمہارے دلوں میں پیدا کر دے گا۔ اس تمہید کو ذہن میں رکھ کر درپڑھئے۔  
قرآن مجید کی یہ آیتیں :-

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ يَمًا تَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ فَأَخْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَّاحِ وَالشَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ (البقرة - ع ۲۰)

وہ بلاشبہ آسمان و زمین کی ساخت میں اور رات دن کی یکے بعد دیگرے آنے میں اور ان گشتیوں جہازوں میں جو انسانوں کے کام کی چیزیں لے کر دیاؤں اور سمندروں میں چلتے پھرتے ہیں اور اس بادش میں جسے اللہ آسمان سے برساتا ہے پھر اس سے زمین کو ایک زندگی بخشا ہے بعد اس کے کہ وہ مڑوہ ہو چکی ہوتی ہے اور اسی کے ذریعہ ہر قسم کے جاندار زمین کی وسعت میں پھیلا دیتا ہے اور ہواؤں کے بدلنے میں اور ان بادلوں میں جو آسمان و زمین کے درمیان منخرتجے ہیں (توان سب چیزوں میں جن کو سب آنکھوں والے انسان اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ عقل سے کام لینے والے لوگوں کے لئے کھلی نشانیاں ہیں) :-

قرآن مجید نے یہاں آسمان و زمین کی ساخت، رات دن کی آمد و رفت کے مقررہ نظام ہمندروں میں جہازوں کی چلت پھرت، بادش اور اس کے آثار و نتائج ہواؤں کے تغیرات اور آسمان و زمین کے درمیان ایک خاص نظام کے تحت رہنے والے بادلوں کی طرف اشارہ کر کے انسانوں سے کہا ہے کہ ان چیزوں میں غور کرو اگر تم عقل سلیم سے کام لو گے تو ان میں کی ہر چیز تمہیں زبان حال سے صاف صاف بتائے گی کہ وہ جو کچھ ہے اور جس حال میں ہے آپ سے آپ نہیں جانی ہے بلکہ کسی حکیم و نمبر اور کامل قدرت ہستی نے اُسے ایسا بنا دیا ہے۔ پھر سورۃ النعام میں ارشاد ہے :-

إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَى يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۚ ذَٰلِكُمْ اللَّهُ فَآثِي تَوْفِيقُونَ ۝ (النعام - ع ۱۲)

وہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہے دانے اور گٹھلی کا پھاٹنے والا، وہ زندہ کو مڑوہ سے نکالتا ہے اور مڑوہ کو زندہ سے نکالنے والا ہے، یہ سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے، پھر تم کو ہر یکے چلے جا رہے ہو :-

قرآن کتاب ہے کہ تم دیکھتے ہو کسی اناج کے ایک دانے یا کسی پھل کی گٹھلی کو زمین میں دفن کر دیا جاتا ہے اس دانے یا گٹھلی میں کوئی شعور و احساس ہے نہ زمین میں اور نہ ان میں کسی میں ارادہ کی کوئی طاقت ہے یہ سب چیزیں بالکل بے جان ہیں لیکن چند دنوں کے بعد کسی نظر نہ آنے والی طاقت کا عمل ہاتھ زمین کے اندر ہی اندر اُس دانے اور گٹھلی کو پھاڑتا ہے اور اس میں سے نہایت نرم و نازک ایک رائیہ نکالتا ہے۔ پھر وہ اپنے اوپر والی مٹی کی تھوں کو چیرتا ہوا اوپر نمودار ہو جاتا ہے، تو ذرا سوچو کہ اس میں دفن شدہ اس بے جان دانے یا گٹھلی کو کس نے پھاڑا؟ کس نے اس میں سے وہ جاندار کھوا نکالا۔

اس وقت کے دھاگے جیسے نرم و نازک اس اکھوے نے کس کی طاقت سے زمین کو چیر ڈالا؟ کیا تمہاری عقل میں یہ آسکتا ہے کہ اُس بے جان دانے یا گٹھلی نے یہ سارے کام خود کر لئے؟ کیا کسی کرنے والے کے آپ سے آپ یہ سب کچھ ہو گیا۔ ہرگز نہیں! یہ سب ایک حکمت و قدرت والی ہستی نے کیا اور وہ ہستی خدا کی ہستی ہے۔ إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَى۔ اور اس کی قدرت صرف بے جان دانے اور گٹھلی ہی کے ساتھ عمل نہیں کرتی ہے بلکہ اور بھی کئی بے جان چیزوں سے وہ جاندار چیزیں پیدا کرتا ہے اور اسی طرح کئی ہی جاندار چیزوں سے جاندار جاندار پیدا کرتا ہے اور تم یہ سب دیکھتے ہو مثلاً بے جان مادوں سے جاندار پھول کا نکلا بھی دیکھتے ہو اور جانداروں میں سے بے جان مادوں کے برآمد ہونے کا بھی مشاہدہ کرتے ہو۔ خدا کی قدرت کی کیسی کھلی کھلی نشانیاں تمہارے سامنے ہیں۔ پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کوئی اور کہہ رہے ہو؟ اور سورۃ اعراف میں ارشاد ہے :-

وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مَّتَّحِيْمَاتٍ دَجَّتْ مِنْ آعْنَابٍ وَذَرْعٌ وَخَيْلٌ صُنُوفٌ وَغَيْرُ صُنُوفٍ يُسْقَى بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنَفَقَاتٌ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْأَرْضِ ط ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ط (سورۃ اعراف - ع ۱۰)

وہ اور دیکھو زمین میں مختلف قطعے ہیں جو باہم ملے ہوئے اور پاس پاس ہیں اور ان گوروں کے باغات ہیں اور غلہ کے کھیت ہیں اور کھجور کے درخت ہیں ان میں کچھ ایسے ہیں جو جڑ سے دوسرے درخت کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور کچھ ایسے جو اس طرح جڑے نہیں ہوتے ان سب چیزوں کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور پھر ان میں سے بعض کو بعض پر ہم مزہ میں فوقیت اور برتری دیتے ہیں۔ اس سب میں بڑی

## خدا کی صفات

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا اللہ تعالیٰ کی ہستی کا علم تو انسانوں کے لئے ایک وجدانی، فطری اور باری علم ہے۔ یعنی صرف اتنی سادی سی حقیقت کہ ہمارا اور اس کائنات کا کوئی پیدا کرنے والا اور چلانے والا ہے۔ ہر آدمی کے لئے یہ اتنی ہی روشن اور اتنی ہی یقینی ہے جتنی کہ اس کی نظر میں خود اپنی ہستی اور اپنا وجود — لیکن آگے یہ بات کہ وہ ہستی کیسی ہے؟ اور اس کی صفات کیا ہیں؟ اگرچہ اس کا جاننا ہمارے لئے ضروری ہے (کیونکہ اس کے بغیر نہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے اور نہ ہم اس کے ساتھ اپنے تعلق کی نوعیت کو جان سکتے ہیں) لیکن انسان بطور خود اس کی دریافت سے عاجز رہے۔ الغرض انسان کے لئے جن چیزوں کا جاننا ضروری ہے اور جن کا صحیح علم حاصل کرنے میں وہ اللہ کے پیغمبروں اور اللہ کی کتابوں کی رہنمائی کا محتاج ہے، ان میں سے ایک صفاتِ الہی کا مسئلہ بھی ہے۔

نزولِ قرآن کے وقت اللہ کی ہستی کا عقیدہ تو قریب قریب سب قوموں میں اور سب مذاہب میں موجود تھا لیکن اس کی صفات کا صحیح تصور کہیں بھی نہیں تھا اور اس بارے میں دنیا بڑی سخت غلطیوں اور گمراہیوں میں مبتلا تھی۔ اس وقت کے بڑے بڑے مذاہب اور ان کی ماننے والی قومیں اور ان کی بنیادی کتابیں آج بھی موجود ہیں یا کم سے کم ان کے بارے میں گواہی دینے والی تاریخ موجود ہے۔ تھوڑا سا وقت اور تھوڑی سی محنت صرف کر کے دیکھا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ان کے تصورات کتنے غلط اور کتنے نپست تھے اور ان مذاہبوں یا فلسفوں کے ماننے والے جواب تک دنیا میں موجود ہیں وہ صفاتِ الہی کے بارے میں کیسی کیسی گمراہیوں میں آج تک بھی مبتلا ہیں۔ بہر حال قرآن مجید نے اپنی دعوتِ تعلیم کے ذریعے اقوام و مذاہب کی جن سنگین غلطیوں کی اصلاح اور تصحیح کی ہے ان میں سے ایک صفاتِ الہی کا مسئلہ بھی ہے۔

قرآن مجید نے اس بارے میں جو کچھ دنیا کو بتایا ہے، اس کی صحیح قدر و قیمت جاننے کے لئے بلکہ اس کو سمجھنے کے لئے بھی کم از کم اجمالاً ہی یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ دنیا کے اقوام و مذاہب نزولِ قرآن کے وقت خدا کی صفات کے بارے میں کیسی غلط فہمیوں اور گمراہیوں میں مبتلا تھے، اور

خدا کو کیسا سمجھتے تھے؟ تفصیل تو ان مذاہب کی تاریخ سے متعلق کتابوں ہی میں دیکھی جاسکتی ہے، یہاں تو ہم بس ان چند اصولی گمراہیوں کا ذکر کرتے ہیں جن میں نزولِ قرآن کے وقت خدا کی ماننے والی دنیا عام طور سے مبتلا تھی۔

بہت سی قومیں اس دنیا کو ایک خدا کی پیدا کی ہوئی دنیا ماننے کے باوجود اس وہم میں مبتلا نہیں کہ جس طرح دنیا میں ایک بادشاہ یا راجہ ہوتا ہے لیکن ملک اور حکومت کے کام زیادہ تر وہ خود نہیں کرتا بلکہ اس کے وزیر اور دیگر ماتحت لوگ کرتے ہیں اور جس طرح چاہتے ہیں کرتے ہیں اس طرح خدا کا بھی معاملہ ہے کہ اس دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے وہ سب براہِ راست خدا خود نہیں کرتا بلکہ اس کی مقرب کچھ اور روحانی ہستیاں (دیوی دیوتا) ہیں جن کو اس نے بہت سے کام اور بہت سے اختیارات سپرد کر رکھے ہیں اور ان کاموں کو وہی انجام دیتے ہیں۔ وہ جس سے راضی ہوں اس نہال اور خوشحال کر دیتے ہیں اور جس سے ناراض ہوں اسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ اور اسی لئے لوگوں کی بھلائی یا برائی کا تعلق عملی طور پر ان ہی دیریوں اور دیوتاؤں کی خوشی یا ناخوشی سے ہے۔

نیز اسی قسم کی گمراہیوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ جس طرح دنیا کے بادشاہوں راجوں اور راجہ راجوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ بعض لوگوں سے رشتہ قرابت کا یا پیار و محبت کا ایسا تعلق ہوتا ہے کہ وہ ان کی کسی خواہش اور کسی سفارش اور کسی بات کو رد نہیں کر سکتے بلکہ جو وہ چاہیں وہی کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح معاذ اللہ خدا کا بھی بعض خاص ہستیوں سے ایسا تعلق ہے کہ جو وہ خدا سے کرانا چاہیں وہ خدا کو چاہ و ناچار کرنا ہی پڑتا ہے۔

بعض قوموں کی گمراہی یہ بھی تھی کہ وہ خدا کا تصور مادی شکل و صورت اور مادی صفات کے ساتھ کرتی تھیں اور سمجھتی تھیں کہ مثلاً غم و مسرت اور رنج و راحت جیسے طبعی حالات جو انسانوں پر آتے ہیں یہ سب خدا پر بھی آتے ہیں، اور انسانوں پر ان حالات کے جو اثرات پڑتے ہیں وہی خدا پر بھی پڑتے ہیں اور انسان ان حالات سے متاثر ہو کر جیسے کام کرتا ہے ویسے ہی اعمال اللہ تعالیٰ سے بھی سرزد ہوتے ہیں۔

عام مشرک اور بت پرست قوموں کے خیالات اللہ کے بارے میں کچھ ایسے ہی تھے اور ان کے فکر کی بنیاد ان ہی غلط اور گمراہ خیالات پر تھی۔